Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

فون ۳۴۹

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم پیر

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۴/۲۹	۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ ۲۴ شہادت ۱۳۵۴ھش ۲۴ اپریل ۱۹۷۵ء	نمبر ۸۲

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۴ شہادت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ :-

ٹمپریچر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب نارمل ہے البتہ کمزوری باقی ہے

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے اور حضور کی عمر میں بہت برکت دے۔ آمین

ربوہ ۲۴ شہادت۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا :-

کمر میں شدید درد ہے۔ نواب محمد احمد صاحب کی طبیعت بھی کل شام زیادہ خراب ہی

احبابِ جماعت توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا اور محترم نواب محمد احمد خان صاحب کو صحتِ کاملہ عطا کرے اور صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمریں عطا فرمائے۔

ربوہ ۲۴ شہادت۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی مطلع فرماتی ہیں کہ :-

مرزا شمیم احمد صاحب کی طبیعت ابھی قابلِ اطمینان نہیں۔

احبابِ جماعت محترم مرزا شمیم احمد صاحب کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔

محترم شیخ بشیر احمد صاحب (ہمشیر زادہ محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل) کے بیٹے عزیز شاہد احمد صاحب (بعمر ۲۸ سال) اچانک دردِ گردہ سے بیمار ہو گئے ہیں۔

احبابِ کرام ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(ناظر خدمت درویشان)

خاکسار کے والد محترم شیخ سلامت علی صاحب لاہور (جو آب ربوہ میں مقیم ہیں) عرصہ سے بیمار ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ اور احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

(خورشید احمد اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے

جس طرح مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن دعا کے بغیر زندگی کو قائم نہیں رکھ سکتا

(۱) "جیسا اثر دعا میں ہے ویسا اور کسی شے میں نہیں ہے مگر دعا کے واسطے پورا جوش معمولی باتوں میں نہیں ہوتا بلکہ معمولی باتوں میں تو بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے اور طبیعت صبر کی طرف راغب رہتی ہے۔ ہاں مشکلات کے وقت دعا کے واسطے پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے تب کوئی خارقِ عادت امر ظاہر ہوتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صہ ۳۶)

(۲) "ہمارا تو سارا دارومدار ہی دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو خاص فضل سے قبول فرماتا ہے۔ دعا سے انسان ہر ایک بلا اور مرض سے بچ جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہفتم صہ ۵۱)

(۳) "دعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے۔ جس طرح ایک مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس دعا کا ٹھیک محل نماز ہے .... بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی ہے۔ دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صہ ۵۹)

جماعتیں اپنے اپنے بجٹ سے جتنا آگے نکل سکیں نکلیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۰ اپریل ۱۹۷۵ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا :-

"پس گو مالی سال کے ختم ہونے میں بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے لیکن مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ پورا ہو جائے گا۔ تاہم جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ کوشش کریں کہ اپنے اپنے بجٹ سے جتنا آگے نکل سکیں نکلیں انفرادی حیثیت میں بھی اور اجتماعی طور پر بھی یعنی چھوٹی بڑی دیہاتی اور شہری جماعتوں کے لحاظ سے بھی۔"

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبد الحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۱۴؍ ماہ شہادت ۱۳۵۴ھ

انفرادی اور قومی ترقی کا گُر

ہم اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں کہ انسان بالعموم اپنے لئے امن وسلامتی سکون و اطمینان نیز آسانیوں اور آسائشوں کا طالب نظر آتا ہے۔ اسلام نے ان سب راحتوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایسے زندہ اور حقیقی ایمان کو قرار دیا ہے جس کے ساتھ ظلم کی ملونی نہ ہو۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ظلم کے سدِّ باب نیز آسانیوں اور آسائشوں سے بہرہ یاب ہونے کے بہت سے طریقے بھی بیان فرمائے ہیں۔ فی الوقت ان میں سے ایک خاص طریق پر روشنی ڈالنا ہمارے مدّ نظر ہے۔

انسان اپنی ناسمجھی سے دولت کو امن و سلامتی، سکون و اطمینان، راحت و آرام اور آسانیوں اور آسائشوں کے حصول کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ لیکن بسا اوقات ہوتا یہ ہے کہ دولت کی کثرت اُسے مکروہات میں مبتلا کرکے اور کبر و غرور کے نتیجہ میں اسے ظلم پر آمادہ کرکے اس کے امن و سکون اور راحت و آرام کو برباد کرکے رکھ دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جائز ذرائع سے کمائی ہوئی دولت سے امن و سکون حاصل کرنے کے ایک خاص طریقہ کی طرف رہنمائی کی ہے اور اس ضمن میں فرمایا یہ ہے کہ امن و سلامتی اور سکون و اطمینان اور آسانیاں اور آسائشیں پیدا کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اُس کی دولت یا اس کا کمایا ہوا مال اس کے لئے دُکھ اور تکلیف کا موجب نہ بنے بلکہ راحت و آرام پہنچانے کا وسیلہ ثابت ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ اس مال میں سے ایک اچھے اور عمدہ حصہ کو ہماری راہ میں خرچ کرے۔ اگر وہ اسے ہماری راہ میں خرچ کرے گا تو ہم اس کے لئے آسانیاں پیدا کرتے چلے جائیں گے۔ دُکھ اور مصیبت میں وہی مبتلا ہوگا اور ظلم کی راہ پر وہی قدم مارے گا جو بخل سے کام لے گا اور اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے کترائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ آسانیوں اور آسائشوں کے حصول کے اس مخصوص طریق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ؕ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۖ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝ (الیل آیات ۶ تا ۱۴)

ترجمہ:۔ پس جس نے (خدا کی راہ میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور نیک بات کی تصدیق کی اُسے ہم ضرور آسانی (کے مواقع) بہم پہنچائیں گے۔ اور ایسا شخص جس نے بخل سے کام لیا اور لاپرواہی کا اظہار کیا اور نیک بات کو جھٹلایا اسے ہم تکلیف (کا سامان) بہم پہنچائیں گے۔ اور جب وہ ہلاک ہوگا تو اُس کا مال اسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گا۔ ہدایت دینا یقیناً ہمارے ہی ذمہ ہے اور ہر بات کی انتہا اور ابتداء بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ آسانیاں اور آسائشیں حاصل کرنے کا ذریعہ مال و دولت نہیں ہے بلکہ ہر بات کی ابتداء اور انتہاء ہمارے اختیار میں ہے۔ مال یا دولت آسانیاں اور آسائشیں پہنچانے کا ذریعہ اُس وقت ہی بن سکتی ہے جب ہم چاہیں کہ وہ آسانیاں اور آسائشیں پیدا کرنے کا موجب بنے۔ اور اگر ہم آسانیاں اور آسائشیں پیدا کرنا نہ چاہیں تو بڑی سے بڑی دولت بھی تمہیں کوئی سُکھ نہیں پہنچا سکتی بلکہ وہ الٹا تمہارے لئے دُکھوں مصیبتوں اور تباہیوں کا موجب بن سکتی ہے۔ سو اگر کوئی آسانیاں اور آسائشیں حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ وہ نیکی اور تقویٰ اختیار کرے اور اس کے زیر اثر اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرے۔ جو بھی ایسا کرے گا ہم اُس کیلئے آسانیاں پیدا کرتے اور اسے آسائشوں سے نوازتے چلے جائیں گے۔ برخلاف اسکے جو شخص نیکی اور تقویٰ کی راہ پر گامزن نہ ہوتے ہوئے بخل سے کام لے گا اور اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرے گا وہ مال اُس کے لئے ہلاکت کا موجب ثابت ہوئے بغیر نہ رہے گا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو انفرادی طور پر اور تمام مسلمانوں کو قومی سطح پر ترقی کا ایک گُر بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ اختیار کریں اور دوسروں کے فائدہ کی خاطر اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے لئے آسانیاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی اور وہ ترقی کرتے چلے جائیں گے۔ لیکن اگر وہ صداقت کو قبول کرنے کے باوجود نیکی اور تقویٰ اختیار نہیں کریں گے اور بخل سے کام لیتے ہوئے اپنے مال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کریں گے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے سے گریز کریں گے تو پھر ترقی کرنا تو کجا وہ ہلاکت کے گڑھے میں گرتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان آیات میں بیان کردہ قومی ترقی کے گُر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دُوسروں کو فائدہ پہنچانا، تقویٰ اللہ اختیار کرنا اور اچھی باتوں کی تصدیق کرنا یہ اُن اعمال میں سے ہیں جو قوموں کو ترقی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور بخل سے کام لینا استغناء ظاہر کرنا اور سچی باتوں کی تکذیب میں حصہ لینا یہ اُن اعمال میں سے ہیں جو قوموں کو ہلاکت کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں"

(تفسیر کبیر جلد ششم حصہ چہارم جزو ثانی صفحہ ۶۴)

پس انفرادی اور قومی ترقی کے لئے نیکی اور تقویٰ کی راہ پہ گامزن ہوتے ہوئے انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا از بس ضروری ہے۔ اس کے بغیر نہ صرف یہ کہ انفرادی اور قومی ترقی ممکن نہیں ہوتی بلکہ قعرِ مذلت میں گرنے کا خطرہ سر پر منڈلانے لگتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو بار بار نیکی اور تقویٰ کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے اپنے اموال کو خدا اور اس کے دین کی راہ میں خرچ کرنے کی نہایت شدّ و مد کے ساتھ بار بار تلقین فرمائی ہے۔

یادِ رفتگان

(۱)

زندگی کی گہماگہمی میں بھی سو جاتے ہیں لوگ
چلتے چلتے وسعتِ ماضی میں کھو جاتے ہیں لوگ

دلربا شعلہ نوا شیریں زباں جادو بیاں
ہنستے گاتے کس لئے خاموش ہو جاتے ہیں لوگ

ٹوٹ جاتی ہے بھری محفل میں مینائے حیات
قہقہوں کے تار میں آنسو پرو جاتے ہیں لوگ

آنکھ کی پُتلی میں رستے بستے ہو جاتے ہیں گم
جاتے جاتے اپنے نقشِ پا بھی دھو جاتے ہیں لوگ

دل تڑپ اُٹھتا ہے جب آتا ہے یادوں کا ہجوم
پیار کی کھیتی میں غم کے بیج بو جاتے ہیں لوگ

"تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصّۂ پارینہ را"

(۲)

اہلِ دل جاتے رہے اب رسمِ دلداری گئی
ہائے اُن کے ساتھ غمخواروں کی غمخواری گئی

کھا گئی تہذیبِ مغرب مشرقی انداز کو
بے حجابی آ گئی، توقیرِ حیاداری گئی

پیچ باتوں میں، بناوٹ آ گئی کردار میں
اور وہ سادہ روی و سادہ گفتاری گئی

نہ رہی وہ شے جسے کہتے ہیں انساں کا ضمیر
یعنی ہر طرزِ گنہگاری سے بیزاری گئی

ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا وہ پہلے سا خلوص
خوں کے رشتے بھی گئے یاروں کی یاری بھی گئی

اجنبی ہی اجنبی ہیں یہ نئی قدروں کے لوگ
مادرِ گیتی! کہاں ہیں وہ گئے وقتوں کے لوگ

(عبدالمنان ناہید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظریۂ ارتقاء از روئے قرآن مجید

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے

یہ مقالہ مجلس ارشاد مرکزیہ کے اجلاس منعقدہ ۱۶ نومبر ۱۹۷۶ء میں پڑھا گیا

موضوع زیر نظر ایک دقیق علمی موضوع ہے جس کے دو بڑے حصے ہیں۔

۱۔ یہ معلوم کیا جائے کہ نظریہ ارتقاء کیا ہے۔ اس نظریہ کے قائلین کا اصل دعویٰ اور دلیل کیا ہے وغیرہ

۲۔ کیا قرآن مجید سے اس نظریہ ارتقاء کی صداقت ثابت ہوتی ہے اگر نہیں تو قرآن مجید اس بارہ میں کیا متبادل نظریہ اور اصلی صداقت پیش کرتا ہے۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ نظریہ ارتقاء بذات خود مختلف ارتقائی ادوار میں سے گذرنے کے بعد منصۂ شہود پر آیا ہے۔ عام طور پر اس نظریہ کو انیسویں صدی کے جدید خیالات میں شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نظریہ کا ابتدائی دھندلا سا تصور قدیم یونانی فلاسفر کے خیالات میں بھی نظر آتا ہے یونانی فلسفی maedaales کو جس کا زمانہ ۶۱۱ سے لیکر ۵۴۷ قبل مسیح تک ہے ایک لحاظ سے اس نظریہ کا بانی قرار دیا جاتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے ارتقاء کا ایک خاکہ دنیا کے سامنے پیش کیا جو اگرچہ مشہور زمانہ نظریہ ارتقاء سے بنیادی دلائل کے اعتبار سے مختلف تھا تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے ایک علمی بحث کا آغاز کر دیا جو لمبی ۲۶ صدیوں کے عرصہ دراز میں بے شمار نشیب و فراز سے گذرنے کے بعد انیسویں صدی عیسوی میں ایک معین نظریہ کی صورت میں علمی طبقوں میں متعارف ہوئی۔ یہ سارا زمانہ علمی انکشافات اور تحقیقی آثار سے بھرپور نظر آتا ہے اس دور میں جن سائنسدانوں ماہرین طبیعات اور فلاسفر نے اپنے علمی خیالات پیش کرنے کے ساتھ اس علمی نظریہ کو قدم بقدم آگے بڑھایا ان میں قدیم یونانی فلاسفر کے علاوہ انگریز اور فرانسیسی مفکر شامل ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

DEMOCRATUS-ARISTOTLE
BACON-DESCARLES
LILANITZ
KANT
LINNAEUS
BUFFON
ERASMUS
LAMARCK
HILAIRE

چارلس رابرٹ ڈارون کو تاریخ ارتقاء میں یقیناً ممتاز ترین شخصیت کا مقام حاصل ہے یہ مقام انکشاف یعنی یہ نظریہ سب سے پہلے پیش کرنے کی وجہ سے تو قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ ارتقاء کے سلسلہ میں ابتدائی تصورات اور غیر معین خیالات تو کسی نہ کسی شکل میں ڈارون سے بہت پہلے ۲۶ صدیاں قبل بھی پائے جاتے تھے اور اس وقت سے لے کر ڈارون کے زمانہ تک مسلسل موضوع بحث بنے رہے ہیں۔ البتہ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ ڈارون ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے ان متفرق اور غیر معین خیالات و نظریات کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد بے بنیاد باتوں کو رد کیا اور پھر سالہا سال تک متواتر تجربات اور مشاہدات کرنے کے بعد ارتقاء کے بارہ میں اپنے خیالات کو پہلی بار دنیا کے سامنے ایک واضح نظریہ کی صورت میں مدلل طور پر پیش کیا۔

ڈارون نے اپنے نظریات کو اس وضاحت اور عمدہ طریق سے پیش کیا کہ نہ صرف ماہرین علوم طبیعات نے اسے درست تسلیم کیا بلکہ عام علمی حلقوں میں بھی اس نظریہ کی وسیع مقبولیت ہوئی۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈارون ہی کو نظریہ ارتقاء کا بانی خیال کیا جاتا ہے۔

چارلس رابرٹ ڈارون ۱۲ فروری ۱۸۰۹ء کو انگلستان میں پیدا ہوا۔ ۱۸۳۱ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر حیوانیات کے ایک ماہر کی حیثیت سے بیگل BEAGLE نامی جہاز میں ساری دنیا کے ایک معلوماتی سفر پر روانہ ہوا۔ پانچ سال تک جنوبی امریکہ اور مغربی بحر الکاہل کے بہت سے جزیروں میں چکر لگایا اور ان علاقوں میں بے شمار زندہ اور متحجر جانوروں کا مطالعہ کیا اس سفر سے واپس آنے کے بعد قریباً بیس سال تک ڈارون اپنے مشاہدات سے استدلال اور استنتاج میں مصروف رہا۔ بالآخر اس نے ۱۸۵۹ میں ایک کتاب ORIGIN OF SPECIES یعنی "اصل انواع" کے نام سے شائع کی۔ اسی کتاب کو ہی نظریہ ارتقاء کا ابتدائی اور بنیادی ماخذ سمجھا جاتا ہے اس کتاب میں ڈارون نے اپنے سفر کے مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ میں نے اس سفر میں GALAPAGOS کے جزائر میں جن جانوروں کا مشاہدہ کیا وہ خاص طور پر میرے خیالات کی بنیاد ہیں۔ یہ جزائر جنوبی امریکہ سے چھ سو میل مغرب کی جانب واقع ہیں۔ ان جزائر میں اس نے خاص طور پر یہ بات دیکھی کہ ہر جزیرہ میں جانوروں کی اور خاص طور پر اژدہا اور پرندوں کی ایک خاص قسم پائی جاتی تھی۔ مگر اس کے باوجود ایک جزیرہ کے جانور دوسرے جزیرہ کے جانوروں سے یکسانیت رکھتے تھے۔

پھر عجیب تر یہ امر کہ براعظم کے ان علاقوں میں جو جزائر سے قریب تھے اسی شکل و صورت کے جانور پائے جاتے تھے ڈارون نے اس کی یہ توجیہہ کی کہ ایسے جانوروں کی پیدائش ابتداءً ایک نوع سے ہوتی ہے اس قسم کے اور بے شمار مشاہدات سے اس نے چند امور کا استدلال کیا

اوّل یہ کہ ہر جاندار اپنی بقاء کے لئے مصروف عمل رہتا ہے اور ہر قیمت پر اپنے وجود کو قائم رکھنے کا خواہشمند ہے۔

دوم یہ کہ ہر جاندار میں وقت کے ساتھ ساتھ بہت سی تبدیلیاں ہوتی چلی جاتی ہیں۔

سوم یہ کہ جانداروں میں یہ تبدیلیاں قدرتی طور پر اسی قسم کی ہوتی ہیں جو ماحول سے ہم آہنگ ہوتی ہیں۔

ان تین امور کے پیش نظر ڈارون نے دنیا کے سامنے Survival of the fittest یعنی بقائے اصلح کا نظریہ پیش کیا یعنی صرف وہی نوع باقی رہتی ہے جو قدرتی ماحول کی تغیر پذیری سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت اور خوبی اپنے اندر رکھتی ہے۔ باقی انواع رفتہ رفتہ معدوم ہو جاتی ہیں۔

ڈارون نے دنیا کے سامنے جو نظریہ ارتقاء پیش کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ کرہ ارضی پر نباتات اور حیوانات کی جو انواع دیکھنے میں آتی ہیں وہ نہ تو ابتدائے زمانہ سے اسی طرح چلی آتی ہیں اور نہ ہی تخلیق ارضی کے وقت سے اپنی موجودہ ہیئت میں موجود ہیں۔ اس نے اس بات کے ثبوت میں جانوروں کی ہڈیوں کے ڈھانچوں کو پیش کیا جن پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت اس کرہ ارض پر ۹ فٹ لمبے بچھو چلتے پھرتے تھے یا ایسے ڈینوسار DINOSAURS تھے جو ۹۰ فٹ لمبے تھے مگر اب یہ صورت حال نہیں ہے ڈارون کا کہنا ہے کہ بقائے اصلح یعنی SURVIVAL OF THE FITTEST کے قانون کے تحت صرف وہ انواع ہی زندہ رہ گئیں جو دیگر انواع حیوانات اور آب و ہوا کا مقابلہ کر سکیں یا گھوڑے اور ہاتھی کی طرح ارتقائی دور سے گذر کر ترقی یافتہ جسمانی ساخت اختیار کر سکیں۔ ڈارون کے خیال کے مطابق انسان بھی فی نفسہٖ اسی طرح پیدا نہیں ہوا تھا جس طرح آج دنیا میں نظر آتا ہے بلکہ اس نے بندر سے جو بذات خود دیگر انواع سے ترقی کر کے بوزنہ بنا ہے موجودہ انسانی ہیئت اختیار کی ہے۔

ڈارون کے اس خیال کے دو اہم حصے ہیں (۱) انسان بھی دیگر جانوروں کی طرح ارتقاء کی منازل طے کرتے ہوئے اپنی موجودہ ترقی یافتہ حالت کو پہنچا ہے لیکن یہ ایک بہت طویل عمل ہے اور لاکھوں بلکہ کروڑوں سالوں میں یہ تبدیلی آہستہ آہستہ رونما ہوئی ہے۔

اس عمومی ارتقاء کے حق میں کہ انسان یکدم اپنی موجودہ حالت کو نہیں پہنچا بلکہ لاکھوں سالوں میں اس مقام پر آیا ہے ایک دلیل تو موجودہ انسانوں اور ما قبل تاریخ کے انسانوں کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں کا واضح فرق ہے دوسرے رحم مادر میں جنین کا مختلف جانوروں کی شکلوں سے مشابہ صورتیں اختیار کرنا ہے تیسرے انسان اور بعض جانوروں کے جسموں اور ہڈیوں وغیرہ میں شدید مشابہت پائی جاتی ہے

۲۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ انسان نے بتدریج ترقی جانوروں سے کی ہے لیکن وہ معین جانور جس سے ترقی کر کے انسان اپنی موجودہ شکل میں آیا ہے وہ اب دنیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں کہیں نہیں ملتا۔ تاہم خیال کیا جاتا ہے کہ یہ جانور کی ایک اعلیٰ قسم بندر ہے۔ گویا اگر انسان کی ارتقائی ترقی کا نقشہ تیار کیا جائے تو درمیان میں سے ایک کڑی غائب نظر آئیگی اس کو اصطلاح MISSING LINK کہا جاتا ہے۔ اس کڑی کے غائب ہونے کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ارتقائی اعتبار سے بندروں اور ان سے ادنیٰ قسم کے جانوروں میں ارتقائی فاصلہ بندروں اور انسانوں کے درمیان ارتقائی فاصلہ سے بہت زیادہ ہے۔ ایک مفکر ہیکل HEICKLE نے یہ گمشدہ کڑی تلاش کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ جانور جو اب نہیں ملتا لیپیوٹا ٹیکلو KKY LIPITY ہے لیکن اکثر مفکرین کے نزدیک یہ مسئلہ ابھی تک حل طلب ہے۔

ڈاروِن کا نظریہ ارتقا ہر دور میں موضوع بحث بنا رہا ہے بعض حالیہ تحقیقات کے نتیجہ میں مفکرین (جن میں ڈاکٹر جونز اور ڈاکٹر آسبورن قابل ذکر ہیں) کا خیال ہے کہ گو انسان نے ارتقائی قانون کے تحت ہی ترقی کی ہے مگر حیوانات کی نسل سے وہ بہت پہلے سے جدا ہو چکا ہے اور آزادانہ ترقی پذیر ہے۔

ڈاروِن کا نظریہ ارتقاء معلوم کرنے کے بعد اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ قرآن مجید میں جو دنیا بھر کے علوم و فنون کا سرچشمہ اور ہر صداقت کا مصدق ہے اس نظریہ کے بارہ میں کیا ذکر ہوا ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری اس کائنات اور اس کی سب اشیاء کی تخلیق اور نشوونما میں ارتقاء کا عمل جاری ہے یہ ارتقاء لغوی معنوں کے اعتبار سے ہے جس سے یہ مراد ہے کہ مختلف اشیاء کی پیدائش اپنے معمولی اور حقیر آغاز سے شروع ہو کر اپنے حسن انجام کو پہنچی اور دنیا کی سب موجودات درجہ بدرجہ بہتری، کمال اور ترقی کی جانب بڑھتی چلی جا رہی ہیں اس قسم کا عمومی ارتقاء ہمیں دنیا میں ہر طرف نظر آتا ہے اور قرآن مجید جو صحیفۂ فطرت اور آئینہ عالم ہے اس عمومی ارتقاء کی تائید کرتا ہے مصنوعاتِ عالم میں یہ عمومی ارتقاء اللہ تبارک و تعالیٰ کا فعل ہے اور قرآن مجید جو خدا تعالیٰ کا لفظی کلام اور الہام ہے اس خدا کے فعل سے مختلف کیسے ہو سکتا ہے؟

قرآن مجید کا پیش کردہ عمومی ارتقاء ہمیں دنیا کی ہر مادی بلکہ ہر روحانی چیز میں بھی نظر آتا ہے۔ سوال کسی چیز کی تخلیق کا ہو یا نشوونما پا کر اپنے درجہ کمال کو پہنچنے کا، ہر صورت میں یہ نظر آتا ہے کہ اسے مختلف مراحل ادوار اور درجات میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی امہات الصفات میں سے سب سے پہلی صفت رب العالمین اسی حقیقت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ کیونکہ رب العالمین سے مراد وہ شفیق و مہربان ہستی ہے جو سب مخلوقات کو درجہ بدرجہ ترقی دے کر اور نشوونما کے ذریعہ اپنے اپنے دائرہ میں کمال کے انتہائی مقام تک پہنچا دیتی ہے۔

یہ عمومی قسم کا ارتقاء ہمیں کائنات کی تخلیق میں بھی نظر آتا ہے اور انسان کی پیدائش میں بھی بلکہ حق تو یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، خالق کائنات کے اصول کچھ اس طرح وجود پذیر ہوتی ہے کہ ہر آن ارتقاء اور نشوونما کا ایک غیر محسوس عمل اسے درجہ کمال کی طرف بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ دنیا کی پیدائش کے بارہ میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔ ان نظریات کی تفاصیل سے قطع نظر ایک تصور یہ ہے کہ کائناتِ عالم کی سب اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے یکدفعہ پیدا کر دیا یا مختلف اشیاء کو جو اپنی ذات میں مکمل تھیں مختلف اقساط میں دنیا میں بھیجا۔ قرآن مجید ان کے مقابل پر یہ صداقت پیش کرتا ہے کہ دنیا کی پیدائش عمومی ارتقائی قانون کے مطابق تدریجی ہوتی ہے اور یہ چھ درجات میں منقسم ہے۔ فرمایا:۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَى الْعَرْشِ۔

الاعراف ۵۵

نیز فرمایا:۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ
وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى
الْمَآءِ (ہود ۸)

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ کے لفظ سے چھ دن مراد نہیں بلکہ اوقات کی چھ گھڑیاں یا درجات مراد ہیں جن سے گزرنے کے بعد کائنات کی تخلیق اپنے کمال کو پہنچی ہے۔ ان درجات کی تفصیل اپنی ذات میں ایک الگ مفصل مضمون ہے۔ اس جگہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ قرآن مجید سے اصولی طور پر تخلیق اور ترقی میں ایک تدریجی تغیر اور ارتقائی نشوونما کا ثبوت ملتا ہے اس تغیر کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے پہاڑوں میں ٹیلوں کا ایک سلسلہ نظر آتا ہے پہلے چھوٹا ٹیلا آتا ہے پھر اس سے اونچا۔ پھر اس سے اونچا۔ جب اونچائی اپنی انتہائی کو پہنچ جاتی ہے تو پھر چوٹیاں نیچی ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور یوں نشیب و فراز کا دلکش سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔

تخلیق کائنات میں تدریج کے اس مختصر جائزہ کے بعد اگر ہم انسانی تخلیق پر غور کریں تو قرآن مجید کی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں بھی ایک تدریج اور ارتقاء پایا جاتا ہے۔ ایک نوزائیدہ بچہ نوجوان اور ادھیڑ عمر کے انسان میں ارتقائی عمل ایک بدیہی امر ہے لیکن انسانی وجود حاصل ہونے سے قبل بھی انسانی خمیر مختلف درجات اور مراحل سے گزرا ہے انسانی تخلیق کا مسئلہ ہمیشہ ہی سے انسانی فکر کی جولانگاہ رہا ہے قرآن مجید میں خالقِ کائنات نے ۳۰۰ سے زائد مقامات پر اس عقدہ کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی ہے اور ان سب امور کی وضاحت کر دی ہے جو انسانی سمجھ اور عقل میں آ سکتے ہیں۔

انسانی تخلیق کے بارہ میں قرآن مجید کا یہ بیان اصولی طور پر بہت واضح ہے فرمایا:۔

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا
وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (نوح ۱۵)

یعنی اے انسانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم یہ خیال نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ بے حکمت کام نہیں کیا کرتا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس نے تمہیں یکدم پیدا نہیں کیا بلکہ قدم بقدم کئی ادوار اور مراحل میں سے گزارتے ہوئے بنایا ہے۔ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مختلف درجات اور مراحل کون سے ہیں۔ قرآن مجید ان کی بھی وضاحت کرتا ہے۔

انسانی تخلیق کے بارہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ انسانی پیدائش کا دور اول عدم سے شروع ہوا ہے۔ اور یہ لوگوں کا خیال درست نہیں کہ خدا نے پہلے سے موجود مادہ اور روح کو جوڑ کر انسان کو وجود بخشا بلکہ قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ جب انسان کی تخلیق شروع ہوئی تو اس سے قبل کچھ بھی موجود نہ تھا۔ گویا اس سفر کا آغاز حالتِ عدم سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ
اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ
وَلَمْ يَكُ شَيْئًا (مریم)

اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی ابتدائی حالت عدم تھی۔ پھر اسے نیست سے ہست میں آنے کا شرف بخشا گیا۔

انسان کی پیدائش کا پہلا دور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین سے اس کی پیدائش کا آغاز کیا۔ یعنی جس مادہ اور خمیر سے انسانی وجود بنتا ہے اس کے ابتدائی اور بنیادی اجزاء زمین سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں فرمایا:۔

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
نَبَاتًا۔ (سورہ نوح)

نیز فرمایا:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ
مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ
بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ۔

(روم ۳۰/۲۱)

اسی طرح سورۃ فاطر آیت ۱۲ سورہ المؤمن آیت ۶۷ اور دیگر بہت سی آیات میں یہ امر مذکور ہے۔

دور ثانی انسانی تخلیق کا وہ ہے جس میں انسان کو ابھی عقل، سمجھ اور تمیز عطا نہیں ہوئی تھی گویا اس کا وجود تو تھا مگر بغیر دماغ کے اور ایسی حالت میں اس پر لفظ انسان اپنے معروف معنوں میں اطلاق نہیں پا سکتا تھا۔ یہ حالت اپنے اندر جمادات، نباتات اور حیوانات کا رنگ رکھتی تھی وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا میں بھی اس حالت کا ایک اشارہ ملتا ہے۔ اس دور کے بارہ میں قرآن مجید میں آتا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ
حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ
شَيْئًا مَّذْكُوْرًا۔

(سورہ دہر ۲)

(باقی)

درخواست دعا

میں عرصہ دراز سے گنٹھیا کی تکلیف سے بیمار چلا آرہا ہوں۔ اور پہلے کی نسبت بہت زیادہ تکلیف سے سخت دکھ میں زندگی کے ایام پورے کر رہا ہوں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(ڈاکٹر) نورالدین ربوہ دارالیمن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

(۴)

مسل ۲۱۹۶۷

میں عزیز بیگم زوجہ رحمت علی صاحب قوم بھٹہ پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۶۶ء ساکن رائے ونڈ ضلع لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۷۵-۲۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ (۱) تین صد روپے نقد۔

کوئی زیور نہیں ہے اور حق مہر بھی اپنے خاوند (جو کہ احمدی نہیں ہیں) کو بخش چکی ہوں۔ جو کہ صرف -/۳۲ روپے تھا۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ دس روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ از خاوند ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ عزیز بیگم ٥/٥ صوفی احمد الدین صاحب متصل مسجد احمدیہ رائے ونڈ ضلع لاہور۔ گواہ شد صوفی احمد دین والد موصیہ۔ گواہ شد منیر احمد سیکرٹری مال منڈی رائے ونڈ۔

مسل ۲۱۹۶۸

میں گلاب بی بی بیوہ میاں کرم دین مرحوم قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۶۷ سال بیعت ۱۹۱۶ء ساکن مغلپورہ لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۷۵-۱۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر -/۳۲ روپے وصول شدہ۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ پچاس روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ از لڑکی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہونگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ گلاب بی بی ۱۰۔ کمال سٹریٹ گنج مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد نورالحق مظہر وصیت ۱۲۳۲۸ مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد محمد عبدالحق مجاہد امرتسری ابن دین محمد صاحب مغلپورہ لاہور

مسل ۲۱۹۶۹

میں زاہد احمد ولد چوہدری ظفر احمد صاحب قوم جٹ پیشہ طالبعلم عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ۶۴۴ گ ب ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۷۵-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں ماہوار آمد اس وقت -/۲۰ روپیہ بصورت جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد زاہد احمد معرفت چوہدری ظفر احمد صاحب A.L.R.O ریلوے روڈ شیخوپورہ۔ گواہ شد حکیم مرغوب اللہ صدر موصیان شیخوپورہ گواہ شد ظفر احمد والد موصی۔

مسل ۲۱۹۷۰

میں دلشاد گلشن زوجہ چوہدری محمد داؤد صاحب قوم قریشی ہاشمی پیشہ خانہ داری عمر ۳۳ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن واہ کینٹ ضلع راولپنڈی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۷۵-۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

(۱) زیور طلائی ۴ تولے قیمت تقریباً -/۲۸۰۰ روپے
(۲) سلائی مشین سائیگو قیمت -/۲۴۵ روپے
(۳) حق مہر وصول شد -/۱۵۰۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ پچیس ۲۵ روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہونگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ دلشاد گلشن C.306 لالہ رخ واہ کینٹ۔ گواہ شد رفیع الدین بٹ ولد مکرم خیرالدین صاحب مرحوم واہ کینٹ۔ گواہ شد نور احمد جاوید ولد مکرم محمد اسماعیل فوق صاحب واہ کینٹ۔

مسل ۲۱۹۷۱

میں احمد نواز ولد محمد نواز صاحب قوم ڈار پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن واہ کینٹ ضلع راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۷۵-۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۴۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد۔ احمد نواز ولد محمد نواز
مسجد احمدیہ واہ کینٹ۔
گواہ شد۔ رفیع الدین بٹ
صدر جماعت احمدیہ واہ کینٹ۔
گواہ شد۔ منور احمد جاوید
قائد مجلس، مجلس خدام الاحمدیہ واہ کینٹ۔

(باقی)

اعلاناتِ نکاح

۱۔ عزیزہ نزہت العین بنت برادرم مکرم پروفیسر مرزا منظور احمد صاحب پشاور کا نکاح ہمراہ عزیزم مکرم مرزا عزیز احمد صاحب الیکٹریکل انجینئر کینیڈا ابن برادرم مکرم مرزا عبدالرحمن صاحب کراچی مبلغ چالیس ہزار روپے حق مہر پر محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے مورخہ ۵ر اپریل ۱۹۷۵ء کو بعد نماز ظہر مسجد مہدی گولبازار ربوہ میں پڑھا۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے اور تمام جماعت کے لئے ہر رنگ میں بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین

(پروفیسر) بشارت الرحمن ایم۔ اے، ربوہ

۲۔ عزیزہ محترمہ امۃ الرفیق فوزیہ بنت مکرم محمد نصیب صاحب عارف راولپنڈی کا نکاح عزیزم مکرم شاہد منظور طارق ابن برادرم مکرم میجر منظور احمد صاحب راولپنڈی کے ساتھ سات ہزار روپے حق مہر پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ راولپنڈی نے مسجد نور میں مورخہ ۵ر اپریل بعد نماز مغرب پڑھا۔ احباب جماعت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہر دو خاندانوں کے لئے یہ رشتہ بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے (آمین)۔ (منور احمد ملک ایم۔ ایس سی محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ)

تلاش گمشدہ

خاکسار کا چھوٹا بھائی عزیز طاہر احمد عمر ۱۵ سال۔ دماغی مریض۔ آنکھیں پتی۔ کان تھوڑے اندر جھکے ہوئے۔ اپنا نام پتہ نہیں بتا سکتا۔ توتلی زبان میں اپنا نام "طارو" لاٹی۔ بالو۔ لول کڈی بتاتا ہے ۲۰ مارچ کو شاہدرہ سے نارووال جانیوالی ریل گاڑی پر سوار ہو کر لاپتہ ہو گیا۔ گمشدگی کے وقت جامنی رنگ کا پاجامہ سلیٹی رنگ کی بوشرٹ پہنے تھا۔ چند یوم ہوئے نارووال، شکرگڑھ اور ظفروال کے لاری اڈہ اور بازاروں میں پھرتا دیکھا گیا ہے۔ ٹھنڈی بوتل خالی سگریٹ ڈبی اور بال پنسل کا شوقین ہے۔ کبھی کبھی مرگی کا دورہ بھی پڑتا ہے جس صاحب کو ملے پتہ ذیل پر اطلاع دیں۔ عبدالقدیر خان اکاؤنٹنٹ (واپڈا) ونڈالہ روڈ شاہدرہ۔ لاہور۔

(منظور احمد خان درجہ خامسہ جامعہ احمدیہ ربوہ)

جانوروں کے
اپھارہ کا موسم
زوروں پر ہے
اکسیر اپھارہ کا سٹاک ہر زمیندار کے پاس ہونا چاہیئے بفضل تعالیٰ ایک پیکٹ سے
اپھارہ غائب۔ فی پیکٹ -/۱
درجن یا زیادہ پر ۱/۳ کمیشن۔
حیوانات کی مجرب ادویات کا رسالہ مفت
ڈاکٹر راجہ ہومیوپیتھک کمپنی ربوہ فون ۶۰۶ / ۶۰۷

گولڈن ماسکیٹو کریم
مچھروں سے بچاؤ کے لئے استعمال کریں
المنار دواخانہ ربوہ

قائدینِ مال کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ ان کا چندہ ہر ماہ کی بیس ۲۰ تاریخ تک مرکز میں پہنچ جایا کرے۔ (مہتمم مال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم جناب بابو قاسم الدین صاحب سیالکوٹ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال

(محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل)

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ اخویم محترم بابو قاسم الدین صاحب سابق امیر جماعتِ احمدیہ سیالکوٹ کی اہلیہ محترمہ سید بیگم صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ کی عمر ستاسٹھ سال تھی۔ مجھے اپنے تبلیغی دوروں کے ابتداء سے ہی محترم بابو قاسم الدین صاحب کے ساتھ مخلصانہ تعلقات حاصل ہیں۔ سیالکوٹ میں جانے کی صورت میں ان کے ہاں جانا لازمی ہوتا تھا۔ بسا اوقات ان کے ہاں ٹھہرنے کا بھی موقعہ میسر آیا۔ ان کی اہلیہ محترمہ سلسلہ کے لئے ایک فدائی خاتون تھیں۔ عام مہمانوں کی مہمانی بھی شوق سے کرتی تھیں مبلّغینِ سلسلہ کی خدمت کرنے کو تو ایک سعادت سمجھتی تھیں۔

مرحومہ بہت عبادت گزار اور دعا گو تھیں۔ اپنے بچوں کو بھی سلسلہ سے وابستگی کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔ محترم بابو قاسم الدین صاحب کو اپنی اہلیہ مرحومہ کے خاص دینی تعاون کے باعث خدمتِ سلسلہ اور جماعتوں کے تربیتی دوروں کی بہت سہولت رہی۔ وہ لمبے عرصہ تک ضلع سیالکوٹ کی جماعتوں کے امیر رہ چکے ہیں۔

مرحومہ نے وفات سے چند روز پیشتر اس خواہش کا اظہار بھی کیا تھا کہ میں صحتیاب ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جا کر اپنے بچوں کے لئے دعا کی خاص درخواست کروں گی۔ افسوس ہے کہ ان کی وفات کے باعث ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔

مرحومہ نے بیماری کا ایک حصہ اپنی بیٹی عزیزہ فضیلت بیگم صاحبہ کے پاس لائلپور میں گزارا بیٹی نے اس عرصہ میں خدمت کا پورا حق ادا کر دیا۔ مرحومہ کے نواسے عزیز بشارت احمد کی شادی ۲۸ مارچ کو مقرر تھی مگر مرحومہ کا انتقال ۱۶ مارچ کو ہو گیا۔ مشیت ایزدی پوری ہوئی۔ انسان کچھ چاہتا ہے اور تقدیر کچھ اور ہوتی ہے۔ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔

مرحومہ سید بیگم صاحبہ کے بڑے بیٹے عزیزم میاں لطیف احمد صاحب اسسٹنٹ منیجر شیرازن ہوٹل ملتان ہیں اور چھوٹے بیٹے کا نام عزیز مبارک احمد ہے۔ محترم بابو قاسم الدین صاحب سلسلہ کے پرانے مخلص خادم ہیں۔ یہ صدمہ ان کے لئے بھی بہت سخت ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی سالانہ تربیتی کلاس

بائیسویں سالانہ تربیتی کلاس زیرِ اہتمام مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ انشاء اللہ العزیز مورخہ ۱۸ شہادت تا یکم ہجرت ۱۳۵۴ ہش (۱۸ اپریل تا یکم مئی ۱۹۷۵ء) ایوانِ محمود ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے۔

خدام الاحمدیہ کے لئے یہ بڑا قیمتی تربیتی موقعہ ہے تمام خدام کو اس سے پورا استفادہ کرنا چاہیئے اور ابھی سے اس میں شمولیت کے لئے کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ اس میں مرکز میں آنے۔ علمائے کرام سلسلہ کی تقاریر اور خلیفۂ وقت کے مبارک کلمات سننے کا زرّیں موقع ملتا ہے اور مختلف علوم دینیہ سکھائے جاتے ہیں۔

تمام مجالس کی خدمت میں التماس ہے کہ اس کلاس میں ان کی طرف سے ضرور نمائندہ شامل ہو۔ اس کے لئے نمائندگان سے رابطہ قائم کر کے ان کے مکمل کوائف سے مرکز کو مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ (ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس)

چندہ تحریک جدید کے وعدہ جات کی آخری تاریخ ــــ ۳۰ اپریل ۱۹۷۵ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے امسال تحریک جدید کے وعدہ جات بھجوانے کی آخری تاریخ ۳۰ اپریل مقرر ہوئی ہے۔ تاحال متعدد جماعتوں کے وعدے مرکز میں نہیں پہنچے۔ امراء اضلاع کو صورتِ حال سے آگاہ کیا جا چکا ہے براہِ کرم وہ فوری توجہ فرمائیں تاکہ مقررہ تاریخ تک ہر جماعت کے وعدے مرکز میں پہنچ جائیں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

عالمی شہرت کے پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی طرف سے احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر کے سائنس بلاک کے لئے گرانقدر عطیہ

مجلس نصرت جہاں کے تحت اس وقت سیرالیون میں تین سیکنڈری سکول کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ ان میں سے ایک سکول روکوپر کے شہر میں ہے۔ سیرالیون میں قائم ہونے والے اس پہلے سکول کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت خوبصورت بلڈنگ بھی تعمیر ہو چکی ہے اور ۲۲ نومبر ۱۹۷۴ء کو اس سکول کے سائنس بلاک کا بھی سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا ہے جو شمالی صوبہ کے گورنر الحاج اے۔ بی۔ ایس۔ جانح نے رکھا۔

اس سکول کے پرنسپل مکرم چوہدری انور احمد صاحب گھمن ایم۔ ایس سی نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے تازہ خط میں اطلاع دی ہے کہ اس سائنس بلاک کی تعمیر کی غرض سے ان کی درخواست پر دیگر دوستوں کے علاوہ عالمی شہرت کے سائنسدان مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب۔ لندن نے بھی سائنس کی ترقی کے لئے قائم شدہ اپنے فنڈ میں سے ایک ہزار ڈالر کا عطیہ عنایت فرمایا ہے۔ الحمد للہ علی ذالك۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کو اس گرانقدر عطیہ کی جزائے خیر دے اور انہیں سائنس کے میدان میں مزید اعلیٰ ترقیات سے نوازے۔

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں۔ ربوہ)

اعلانِ نکاح

مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۷۵ء کو محترم مولوی ظہور حسین صاحب سابق مبلغ بخارا نے خاکسار کے بیٹے عزیز جاوید اقبال راجپوت حال مقیم ناروے کے نکاح کا اعلان فرمایا۔

عزیز جاوید اقبال کا نکاح عزیزہ عذرا شہناز دختر محترم شیخ محبّ الرحمٰن صاحب (صحابی) کے ساتھ پندرہ ہزار روپیہ حق مہر پر طے پایا ہے۔ جاوید اقبال محترم میاں علی محمد صاحب مرحوم بھاٹی دروازہ لاہور کا پوتا اور محترم میاں امیر بخش صاحب پہلوان مرحوم کا نواسہ ہے اور عزیزہ عذرا شہناز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت میاں حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ رئیس حاجی پورہ کی پوتی اور حضرت میاں محبوب عالم صاحب رضی اللہ عنہ آف راجپوت سائیکل ورکس نیلا گنبد لاہور (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی نواسی ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

(خاکسار عبد المجید P.E.C.H 47 E/9 ۔ کراچی ۲۹)

درخواستِ دعا

خاکسار کے خسر مکرم حکیم واحد بخش صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لودھراں ضلع ملتان معدہ میں کینسر کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ شافی مطلق خدا ان کو مکمل صحت و عافیت عطا فرمائے۔ آمین

(حکیم بشیر احمد انسپکٹر بیت المال حلقہ لائلپور)

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

"امانت تحریکِ جدید الٰہی تحریک ہے اس میں روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمتِ دین بھی"

(افسر امانت تحریکِ جدید۔ ربوہ)

ماہنامہ خالد

ماہِ اپریل ۱۹۷۵ء مورخہ ۱۲ اپریل کو پوسٹ کیا جا چکا ہے جن خریداروں کو ۱۶ اپریل تک نہ ملے وہ خط لکھ کر دوبارہ منگوا لیں۔

(منیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴